

﴿تِلْكَ آمَانَتُهُمْ﴾ ”یہ ان کی تمنائیں ہیں۔“

یہ ان کی خواہشات ہیں، من گھڑت خیالات ہیں، خوش نما آرزوئیں (wishful thoughts) ہیں۔

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ”اُن سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔“

کسی آسمانی کتاب سے دلیل لاؤ۔ کہیں تو رات میں لکھا ہو یا انجیل میں لکھا ہو تو ہمیں دکھا دو! اب یہاں پر پھر ایک عالمگیر صداقت (universal truth) بیان ہو رہی ہے:

آیت ۱۱۲ ﴿بَلَىٰ ۗ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ﴾ ”کیوں نہیں، ہر وہ شخص جو اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ محسن ہو“

اس کا سر تسلیم خم کر دینے کا رویہ صدق و سچائی اور حسن کردار پر مبنی ہو۔ سر کا جھکانا منافقانہ انداز میں نہ ہو اس کی اطاعت جزوی نہ ہو کہ کچھ مانا کچھ نہیں مانا۔

﴿فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾ ”تو اُس کے لیے اُس کا اجر محفوظ ہے اُس کے رب کے پاس۔“

﴿وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ ”اور ایسے لوگوں کو نہ تو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ ہی وہ کسی حزن و ملال سے دوچار ہوں گے۔“

یہ دوسری آیت ہے کہ جس سے کچھ لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ نجاتِ اخروی کے لیے ایمان بالرسالت ضروری نہیں ہے۔ اس کا جواب پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مختصر آئیے کہ:

(ذکلا) — قرآن حکیم میں ہر مقام پر ساری چیزیں بیان نہیں کی جاتیں۔ کوئی شے ایک جگہ بیان کی گئی ہے تو کوئی کہیں دوسری جگہ بیان کی گئی ہے۔ اس سے ہدایت حاصل کرنی ہے تو اس کو پورے کا پورا ایک کتاب کی حیثیت سے لینا ہوگا۔

نابنا — یہ سارا سلسلہ کلام دو بریکٹوں کے درمیان آ رہا ہے اور اس سے پہلے یہ الفاظ واضح طور پر آچکے ہیں: ﴿وَأَمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ﴾ یہ سارا چنانچہ یہ عبارت ضرب کھارہی ہے اس پورے کے پورے سلسلہ مضامین سے جو ان دو بریکٹوں کے درمیان آ رہا ہے۔ 00

فہم القرآن

ترجمہ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمن خان

سورة البقرة (مسل)

آیت ۲۲۹

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ مِمَّا نَمَسَّاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ حِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۲۹﴾

مر

مَرَّ (س) مَرَّازَةٌ: تلخ ہونا، کڑوا ہونا۔

أَمْرٌ (فعل تفضیل): زیادہ کڑوا، انتہائی کڑوا۔ ﴿وَالسَّاعَةَ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾ (القمر)

”اور قیمت بڑی مصیبت اور انتہائی کڑوی ہے۔“

مَرَّ (ن) مَرًّا: (۱) رسی کو بٹنا، دیر پابنانا، بیٹھکی دینا۔ (۲) کسی کے پاس سے گزرتا (بٹی ہوئی رسی کی ایک لڑی دوسری کے پاس سے گزرتی ہے)۔ ﴿وَوَكَّايْنِ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ﴾ (یوسف) ”اور نشانیوں

میں سے کتنی ہی ہیں زمین اور آسمانوں میں کہ وہ لوگ گزرتے ہیں ان کے پاس سے اس حال میں کہ وہ لوگ ان سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔“

مَرَّةٌ : بار دفعہ مرتبہ (یعنی نئی ہوئی رسی کی لڑیوں میں سے کوئی لڑی)۔ ﴿اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقَعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ (التوبة: ۸۳) ”بے شک تم لوگ راضی ہوئے بیٹھنے پر پہلی بار۔“
﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبة: ۸۰) ”اگر آپ استغفار کریں ان کے لیے ستر دفعہ تو بھی ہرگز معاف نہیں کرے گا اللہ ان کو۔“ ﴿ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ﴾ (الانفال: ۵۶) ”پھر وہ لوگ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر مرتبہ۔“

اِسْتَمَرَّ (استفعال) : استمرازا : بیٹھتی چاہنا، یعنی ہمیشہ ہونا، دائمی ہونا۔
مُسْتَمِرٌّ (اسم الفاعل) : ہمیشہ ہونے والا دائمی۔ ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرَصْرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسِ مُسْتَمِرٍّ﴾ (القمر) ”بے شک ہم نے بھیجا ان پر ایک تیز آندھی کو ایک دائمی نحوست کے دن۔“

م س ك

مَسَكَ (ض) مَسْكًا : کسی سے متعلق ہونا، کسی سے چمٹنا۔
مَسْكٌ (ك) مَسَاكَةٌ : مشک کی خوشبو لگانا۔
مِسْكٌ (اسم ذات) : مشک۔ ﴿حِثْمَةُ مِسْكٍ﴾ (المطففين: ۲۶) ”اس کی مہر مشک ہے۔“

اَمْسَكَ (افعال) اِمْسَاكًا : کسی چیز کو تھامنا، روکنا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ (فاطر: ۴۱) ”یقیناً اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو۔“ ﴿وَلَا تُمَسِّكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا﴾ (البقرة: ۲۳۱) ”اور تم لوگ مت روکو ان کو تکلیف دیتے ہوئے کہ تم لوگ زیادتی کرو۔“

اَمْسِكُ (فعل امر) : تو تھام تو روک۔ ﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجْلَهُنَّ فَاُمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ قَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ (الطلاق: ۲) ”پھر جب وہ پہنچیں اپنی مدت کو تو تم لوگ روکو ان کو بھلائی کے ساتھ یا جدا کرو ان کو بھلائی سے۔“

مُمْسِكٌ (اسم الفاعل) : تھانے والا، روکنے والا۔ ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكٍ لِّهَا﴾ (فاطر: ۲) ”جو کھولتا ہے اللہ لوگوں کے لیے اپنی کسی رحمت میں سے تو کوئی

روکنے والا نہیں ہے اس کو۔“

مَسَّكَ (تفعیل) تَمْسِكًا: کثرت سے تھامنا، یعنی مضبوطی سے تھامنا، مضبوطی سے پکڑنا۔ ﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ (الاعراف: ۱۷۰) ”اور جو لوگ مضبوطی سے تھاتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔“

اسْتَمْسَكَ (استفعال) اسْتَمْسَاكَ: کسی سے چٹنا چاہنا، چٹ جانا۔ ﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾ (البقرة: ۲۵۶) ”تو جو انکار کرتا ہے طاغوت کا اور ایمان لاتا ہے اللہ پر تو وہ چٹ گیا ہے انتہائی مضبوطی سے۔“

اسْتَمْسَكَ (فعل امر): تو چٹ جا۔ ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ﴾ (الزخرف: ۴۳) ”پس آپ چٹ جائیں اس سے جو وحی کیا گیا آپ کی طرف۔“

مُسْتَمْسِكٌ (اسم الفاعل): چٹ جانے والا۔ ﴿أَمْ اتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ﴾ (الزخرف: ۴۸) ”یا ہم نے دی ان کو کوئی کتاب اس سے پہلے تو وہ لوگ اس سے چٹ جانے والے ہیں۔“

س ر ح

سَرَّحَ (ف) سَرَّحًا: سرخ کا درخت (ایک قسم کا بغیر کانٹے والا درخت) چرنے کے لیے اونٹ کو کھلا چھوڑنا، مویشی کو چرنے کے لیے چھوڑنا۔ ﴿حِجْنٌ تَرِيحُونَ وَحِجْنٌ تَسْرَحُونَ﴾ (النحل) ”جب تم لوگ واپس لاتے ہو اور جب چرنے کے لیے چھوڑتے ہو۔“

سَرَّاحٌ (اسم فعل): چھوڑنا، آزاد کرنا۔ ﴿وَأَسْرَحُكُنَّ سَرَّاحًا جَمِيلًا﴾ (الاحزاب) ”اور میں آزاد کروں تم سب کو خوبصورت آزاد کرنا۔“

سَرَّحَ (تفعیل) تَسْرِيحًا: بالکل چھوڑنا، آزاد کرنا، بیوی کو طلاق دینا۔ مذکورہ بالا آیت (الاحزاب: ۲۸) دیکھیں۔

سَرَّحَ (فعل امر): تو بالکل آزاد کر، طلاق دے۔ ﴿أَوْ سَرَّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾ (البقرة: ۲۳۱) ”یا تم لوگ بالکل آزاد کرو ان کو بھلائی سے۔“

ترکیب: ”الطَّلَاقُ“ مبتدأ ہے اور ”مَرَّتَانِ“ خبر ہے۔ ”إِمْسَاكَ“ اور ”تَسْرِيحُ“ مبتدأ نکرہ ہیں ان کی خبریں محذوف ہیں جو کہ ”جَائِزٌ“ ہو سکتی ہیں جبکہ ”بِمَعْرُوفٍ“ اور ”بِإِحْسَانٍ“ قائم مقام خبر ہیں۔ ”مِمَّا“ دراصل ”مِنْ مَا“ ہے۔ ”تَاخَذُوا“ اور ”اتَّيَمُوا“

دونوں کا مفعول ”مَا“ ہے، جبکہ ”مَا“ کی تمیز ہونے کی وجہ سے ”شَيْئًا“ منصوب ہے۔ ”أَنَّ“ کی وجہ سے ”يَخَافَانِ“ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ”أَلَّا“ دراصل ”أَنَّ لَا“ ہے۔ اس کے ”أَنَّ“ کی وجہ سے ”يُقِيمَانِ“ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ”لَا تَعْتَدُوا“ باب افعال سے فعل نہیں ہے اور جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے، جبکہ ”يَتَعَدَّ“ باب تفعّل سے فعل مضارع میں واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور یہ ”مَنْ“ شرطیہ کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ:

| | |
|--|--|
| مَرَاتِنَ : دو مرتبہ ہے | الطَّلَاقُ : طلاق |
| بِمَعْرُوفٍ : بھلائی سے | فَإِمْسَاكُ : پھر روکنا ہے |
| تَسْرِيحُ : آزاد کرنا ہے | أَوْ : یا |
| وَلَا يَحِلُّ : اور حلال نہیں ہے | بِإِحْسَانٍ : خوبصورت انداز سے |
| أَنَّ : کہ | لَكُمْ : تمہارے لیے |
| مِمَّا : اس میں سے جو | تَأْخُذُوا : تم لوگ لو |
| شَيْئًا : کوئی چیز | اتَّيْمُوهُنَّ : تم لوگوں نے دیا ان کو |
| يَخَافَا : وہ دونوں خوف کریں | إِلَّا أَنْ : سوائے اس کے کہ |
| حُدُودَ اللَّهِ : اللہ کی حدود کو | أَلَّا يُقِيمَا : کہ وہ قائم نہیں رکھیں گے |
| خِفْتُمْ : تم لوگ خوف کرو | فَإِنْ : پس اگر |
| حُدُودَ اللَّهِ : اللہ کی حدود کو | أَلَّا يُقِيمَا : کہ وہ دونوں قائم نہیں رکھیں گے |
| عَلَيْهِمَا : ان دونوں پر | فَلَا جُنَاحَ : تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے |
| اِفْتَدَتْ : وہ خاتون خود کو چھڑائے | فِيْمَا : اس میں |
| تِلْكَ : یہ | بِهِ : جس سے |
| فَلَا تَعْتَدُواهَا : پس تم لوگ تجاوز مت کرو ان سے | حُدُودَ اللَّهِ : اللہ کی حدود ہیں |
| يَتَعَدَّ : جانتے بوجھتے تجاوز کرتا ہے | وَمَنْ : اور جو |
| فَأُولَئِكَ : تو وہ لوگ | حُدُودَ اللَّهِ : اللہ کی حدود سے |
| | هُمُ الظَّالِمُونَ : ہی ظلم کرنے والے ہیں |

نوٹ (۱): اسلام سے پہلے کچھ لوگ اپنی بیوی کو طلاق دیتے تھے اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ اس کے بعد پھر طلاق دیتے رہتے اور رجوع کرتے رہتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ نہ تو اُس عورت کا گھر آباد ہوتا تھا اور نہ ہی وہ کسی اور جگہ نکاح کرنے کے لیے آزاد ہوتی تھی۔

اس آیت میں شوہر کے اس اختیار کو برقرار رکھا گیا ہے، لیکن اسے محدود کر دیا گیا ہے۔ اپنی عائلی زندگی میں ایک شوہر اپنا یہ اختیار دو مرتبہ استعمال کر سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ تیسری مرتبہ طلاق دیتا ہے تو اس کا رجوع کرنے کا اختیار ختم ہو چکا ہے۔ اب عدت پوری ہونے کے بعد طلاق ہی ہوگی۔

نوٹ (۲): ”ایک عورت آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں، اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ آپؐ نے تحقیق کی تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا اور نہ اس کے اخلاق و تدین پر مجھ کو اعتراض ہے، لیکن مجھ کو اس سے منافرت طبعی ہے۔ آپؐ نے عورت سے مہر واپس کر لیا اور شوہر سے طلاق دلوا دی۔ اس پر یہ آیت اتری۔“ (ترجمہ شیخ الہند)

مذکورہ شان نزول کا تعلق آیت کے اگلے حصے سے ہے۔ شوہر کے طلاق دینے کے اختیار کو محدود کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر اس کے نتیجے میں طلاق ہو تو شوہر کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی چیزوں میں سے کچھ بھی واپس لے لے، الا یہ کہ اگر دونوں کو خوف ہو کہ وہ ایک دوسرے سے بھلا سلوک نہ کر سکیں گے۔ اس کا ایک مطلب یہ نکالنے کی گنجائش تھی کہ اگر شوہر اس خوف کا اظہار کرے اور کہے کہ اس لیے میں فلاں فلاں چیزیں واپس لے کر طلاق دیتا ہوں۔ اس گنجائش کو ختم کرنے کے لیے آگے وضاحت کر دی گئی کہ مذکورہ استثنائی صورت کا تعلق بیوی کے خلع مانگنے سے ہے کہ اگر اس خوف کی بنیاد پر وہ کوئی چیز واپس کر کے خود کو آزاد کرانا چاہے تو ایسی صورت میں واپس لینے پر شوہر پر اور واپس کرنے پر بیوی پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

نوٹ (۳): طلاق اور خلع میں ایک فرق ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے، لیکن بیوی اپنے شوہر کو خلع نہیں دے سکتی بلکہ مانگ سکتی ہے۔ خلع کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار شوہر کو نہیں دیا گیا، بلکہ **فَإِنْ خِفْتُمْ** کی شرط لگا کر بتا دیا گیا کہ خلع کے متعلق فیصلہ خاندان، برادری یا معاشرے کا کوئی اجتماعی ادارہ کرے گا، مثلاً پنچایت، قاضی یا عدالت وغیرہ۔

آیت ۲۳۰

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ طَلَّأَا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتَلَكَ حُدُودُ اللَّهِ لِيُبَيِّنَهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝﴾

ترکیب : ”طَلَّقَ“ کا فاعل اس میں ”هُوَ“ کی ضمیر ہے جو شوہر کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی ”هَآ“ بیوی کے لیے ہے۔ ”تَحِلُّ“ کا فاعل اس میں ”هِيَ“ کی ضمیر ہے جو طلاق شدہ بیوی کے لیے ہے اور ”لَهُ“ میں ”هُوَ“ کی ضمیر شوہر کے لیے ہے۔ ”تَنْكِحَ“ کا فاعل اس میں ”هِيَ“ کی ضمیر ہے جو طلاق شدہ بیوی کے لیے ہے اور ”زَوْجًا“ اس کا مفعول ہے۔ ”زَوْجًا“ کا بدل ہونے کی وجہ سے ”غَيْرَ“ منصوب ہے اور ”هُوَ“ کی ضمیر طلاق دینے والے شوہر کے لیے ہے۔ اس کے بعد ”طَلَّقَ“ کا فاعل اس میں ”هُوَ“ کی ضمیر ہے جو ”زَوْجًا“ کے لیے ہے۔ ”عَلَيْهِمَا“ میں ”هُمَا“ کی ضمیر بیوی اور اس کے پہلے شوہر کے لیے ہے۔ ”يُبَيِّنُ“ کا فاعل اس میں ”هُوَ“ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور اس کی ضمیر مفعولی ”هَآ“ حُدُودُ کے لیے ہے۔ ”لِقَوْمٍ“ نکرہ موصوف ہے۔

ترجمہ:

| | |
|---|--|
| فَإِنْ طَلَّقَهَا : وہ طلاق دیتا ہے اس کو | فَإِنْ : پس اگر |
| لَهُ : اس کے لیے | فَلَا تَحِلُّ : تو وہ حلال نہیں ہوگی |
| حَتَّىٰ : یہاں تک کہ | مِنْ بَعْدُ : اس کے بعد |
| زَوْجًا : کسی (ہونے والے) شوہر سے | تَنْكِحَ : وہ عورت نکاح کرے |
| فَإِنْ : پھر اگر | غَيْرَهُ : اس کے علاوہ |
| فَلَا جُنَاحَ : تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے | طَلَّقَهَا : وہ طلاق دے اس کو |
| أَنْ : کہ | عَلَيْهِمَا : ان دونوں پر |
| إِنْ : اگر | يَتَرَاجَعَا : وہ دونوں باہم رجوع کریں |
| أَنْ يُقِيمَا : کہ وہ قائم رکھیں گے | طَلَّأَا : ان دونوں کو خیال ہو |
| وَتَلَكَ : اور یہ | حُدُودَ اللَّهِ : اللہ کی حدوں کو |

حُدُودُ اللَّهِ: اللہ کی حدود ہیں
لِقَوْمٍ: ایسے لوگوں کے لیے
يَسْتَهِنُّوا: وہ واضح کرتا ہے ان کو
يَعْلَمُونَ: جو علم رکھتے ہیں

نوٹ (۱): سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۲۱ میں مشرکوں سے نکاح کی ممانعت آئی تھی۔ وہاں مردوں کو منع کرنے کے لیے لفظ ”نَحَّحَ“ تھلائی مجرد سے آیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ شرکات سے نکاح مت کرو۔ لیکن خواتین کی ممانعت کے لیے وہ لفظ باب افعال سے آیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مشرکوں کے نکاح میں مت دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کے نکاح کے لیے ان کے ولی کی اجازت ضروری ہے۔ اس کی مزید وضاحت ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی عورت نے نکاح کیا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے، تو اس کا نکاح باطل ہے۔“ (ابوداؤد شریف، کتاب النکاح) آیت زیر مطالعہ میں طلاق شدہ خواتین کے نکاح کی بات ہو رہی ہے۔ یہاں پر لفظ ”نَحَّحَ“ تھلائی مجرد سے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت نکاح کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر شادی شدہ خواتین کے نکاح کے لیے ان کے ولی کی اجازت ضروری ہے، لیکن مطلقہ خواتین کے لیے یہ ضروری نہیں ہے۔ بیوہ خواتین کا بھی یہی حکم ہے۔

آیت ۲۳۱

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبُنَّ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَةَ اللَّهِ هُزُوعًا وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ بِعَظْمِكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

ترکیب: ”إِذَا“ شرطیہ ہے۔ ”طَلَقْتُمُ“ سے ”أَجَلَهُنَّ“ تک شرط ہے اور ”فَأَمْسِكُوهُنَّ“ سے ”لِّتَعْتَدُوا“ تک جواب شرط ہے۔ اسی طرح ”مَنْ“ بھی شرطیہ ہے اور آگے اس کی شرط اور جواب شرط ہے۔ ”لَا تَتَّخِذُوا“ کا مفعول اول ”آيَةَ اللَّهِ“ ہے اور ”هُزُوعًا“ مفعول ثانی ہے۔ ”أَنْزَلَ“ اور ”بِعَظْمِكُمْ“ کے فاعل ان میں ”هُوَ“ کی ضمیریں ہیں جو اللہ کے لیے ہیں۔ ”نِعْمَتَ اللَّهِ“ کے بعد ”مَدَّ أَنْزَلَ“ محذوف ہوگا، مطلب ہوگا کہ اس

نعت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر اتاری۔ اور ”وَمَا“ میں ”مَا“ سے پہلے ”وَادْكُرُوا“ محذوف ہے۔ مفہوم یہ ہوگا کہ یاد کرو اس کو جو اُس نے اتارا تم پر۔

ترجمہ:

وَإِذَا: اور جب بھی
النِّسَاءَ: عورتوں کو
أَجَلَهُنَّ: اپنی مدت (کے قرب) کو
بِمَعْرُوفٍ: بھلائی سے
سَرَّحُوهُنَّ: آزاد کرو ان کو
وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ: اور تم لوگ مت روکو
ان کو

وَمَنْ: اور جو
فَقَدْ ظَلَمَ: تو اس نے ظلم کیا ہے
وَلَا تَتَّخِذُوا: اور تم لوگ مت بناؤ
هَزُؤًا: مذاق (کا ذریعہ)
نِعْمَتِ اللَّهِ: اللہ کی نعمت کو
وَمَا: اور (یاد کرو) اس کو جو
عَلَيْكُمْ: (جو اُس نے اتاری) تم
لوگوں پر

أَنْزَلَ: اس نے اتارا
مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ: کتاب اور
حکمت میں سے

بِهِ: جس سے
اللَّهُ: اللہ کا
أَنَّ اللَّهَ: کہ اللہ
عَلِيمٌ: ہر حال میں جاننے والا ہے

وَاتَّقُوا: اور تم لوگ تقویٰ اختیار کرو
وَأَعْلَمُوا: اور جان لو
بِكُلِّ شَيْءٍ: ہر چیز کو

آیت ۲۳۲

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمَّا فَكَّ بِنْتُهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَلِكَمْ أَزْطَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۲﴾﴾

ع ض ل

عَضَلُ (ن) عَضَلًا: منع کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترجمہ:

وَإِذَا: اور جب بھی
النِّسَاءَ: عورتوں کو
أَجَلَهُنَّ: اپنی مدت (کے اختتام) کو
أَنْ يَنْكِحْنَ: کر وہ نکاح کریں
إِذَا تَرَاضُوا: جب وہ راضی ہوں
بِالْمَعْرُوفِ: بھلائی سے
يُوعِظُ: نصیحت کی جاتی ہے
مَنْ: اس کو جو
يُؤْمِنُ: (کہ) ایمان رکھتا ہو
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ: اور آخرت پر
أَزْطَىٰ: زیادہ پاک ہے (پھلنے
پھولنے کی رکاوٹوں سے)
وَأَطْهَرُ: اور زیادہ پاک ہے
(نجاستوں سے)
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ: اور تم لوگ نہیں جانتے

طَلَقْتُمُ: تم لوگ طلاق دو
فَلَمَّا فَكَّ بِنْتُهُنَّ: پھر وہ پہنچیں
فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ: تو تم لوگ مت روکو
ان کو
أَزْوَاجَهُنَّ: اپنے (سابقہ یا آئندہ)
شوہروں سے
بَيْنَهُنَّ: آپس میں
ذَلِكَ: یہ ہے
بِهِ: جس کی
كَانَ مِنْكُمْ: تم میں سے ہو
بِاللَّهِ: اللہ پر
ذَلِكَمْ: یہ
لَكُمْ: تمہارے لیے

نوٹ (۱): آیات ۲۳۱ اور ۲۳۲ دونوں میں الفاظ آئے ہیں: "فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ"۔ دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے لیکن مفہوم میں فرق ہے۔ یہ فرق آگے جواب شرط سے واضح ہوتا ہے۔ آیت ۲۳۱ میں مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی مدت ختم ہونے کے قریب پہنچیں تو تم کو اختیار ہے چاہے رجوع کر لو یا طلاق دے دو۔ آیت ۲۳۲ میں مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی مدت پوری کر لیں تو رجوع کرنے کا اختیار ختم ہو گیا اور وہ دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے آزاد ہو گئیں۔ اس لیے اب ان کے نکاح میں ان کے لیے مشکلات پیدا مت کرو۔

نوٹ (۲): آیت ۲۲۹ میں الفاظ آئے ہیں: "الْمُطَلَّاقُ مَسْرُوتٌ" (طلاق دومرتبہ ہے)۔ اس کے بعد آیت ۲۳۰ میں بات کا آغاز "فَإِنْ" (پھر اگر) کے الفاظ سے ہوا ہے۔ اس سے اگلی دو آیتوں میں بات کا آغاز "وَإِذَا" (اور جب بھی / جب کبھی) کے الفاظ سے ہوا ہے۔ اس فرق سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آیت ۲۳۰ میں تیسری طلاق کی بات ہوئی ہے اور اس کے متعلق حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ "مَسْرُوتٌ" کے لفظ کو پکڑ کر کہتے ہیں کہ قرآن میں تیسری طلاق کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ دراصل ان کی subjective thinking کا کرشمہ ہے جسے قرآن مجید "تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ" کہتا ہے۔

نوٹ (۳): ان آیات یعنی آیات ۲۲۹ تا ۲۳۲ کے مطالعہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کے لیے ایک ضابطہ اور طریقہ کار کا تعین کیا ہے۔ اسے حدود اللہ قرار دے کر تاکید کی گئی ہے کہ اس سے تجاوز مت کرو اور اللہ کی آیات کو مذاق مت بناؤ۔ اتنے واضح احکام اور ہدایات کے بعد بھی اگر کوئی شخص بیک وقت تین طلاق دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مجرم اور گنہگار ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی بیوی اس سے تین طلاقیں کے ساتھ آزاد ہو گئی۔ اب رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ "رسول کریم ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں۔ آپؐ غصے کے عالم میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟" (معارف القرآن)۔ حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا آپؐ اس کو دڑے لگاتے تھے۔ (تفہیم القرآن)

مذکورہ ثبوت کے علی الرغم ہم لوگ ایسے شخص کو برا بھلا نہیں کہتے بلکہ انہاں کی حمایت کرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو سزا مقرر کی ہے اس سے اس کو بچانے کے لیے